(ایک تحقیقی جائزہ)

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

صحابہ کے متعلق

(ایک تحقیقی جائزہ)

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

صحابہ شیعوں کی نظر میں

جب ہم غیر جانب دار ہو کر صحابہ کے موضوع پر بحث کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ انہیں وہی حیثیت دیتے ہیں جو قرآن و حدیث اور عقل دیتی ہے وہ سب کو کافر نہیں کہتے ہیں جیسا کہ غالی کہتے ہیں اور نہ ہی تمام صحابہ کو عادل تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ اہلِ سنّت والجماعت کا مسلک ہے۔

اس سلسلہ میں امام شرف الدین موسوی فرماتے ہیں۔ جس نے صحابہ کے متعلق سنجیدگی سے ہمارے نظریہ کا مطالعہ کیا وہ اس بات کو سمجھ گیا کہ یہی معتدل راستہ ہے۔ کیونکہ ہم اس سلسلہ میں نہ تو غالیوں کی طرح تفریط کے شکار ہیں کیونکہ وہ تمام صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور نہ ہی جمہور (سنیوں) کی طرح افراط کا شکار ہیں جو کہ تمام صحابہ کو معتبر و موثق کہتے ہیں بے شک کاملیہ اور غلو میں ان کا شریک تمام صحابہ کو کافر کہتا ہے اور اہلِ سنّت ہر اس مسلمان کو عادل کہتے ہیں جس نے نبیؐ کو دیکھا یا ان سے کچھ سنا ہے۔

اگرچہ صرف صحبت ہمارے نزدیک بہت بڑی فضیلت ہے لیکن صحبت بغیر کسی قید و شرط کے معصوم عن الخطا نہیں ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ بھی ایسے ہی ہیں جیسے دیگر افراد، ان میں عادل بھی ہیں، سربرآوردہ بھی ہیں اور علما بھی ہیں چنانچہ ان ہی میں باغی بھی ہیں، جرائم پیشہ بھی ہیں، منافقین بھی ہیں اور جاہل بھی ہیں پس ہم ان میں سے عادلوں کو تسلیم کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں ان سے محبت کرتے ہیں۔

لیکن نبیؐ کے وصی اور علیؑ سے بغاوت کرنے والے اور دیگر جرائم پیشہ کی جیسے ہند کے بیٹے ابنِ زرقا، ابنِ عقبہ اور ارطاہ کے خلف ناسلف ہیں۔ پس ان کی کوئی عزت نہیں ہے اور نہ ان کی حدیث کا کوئی وزن ہے اور جن کے حالات معلوم نہیں ہیں ان کے سلسلہ میں حالات معلوم ہونے تک توقف کریں گے۔

صحابہ کے سلسلہ میں یہ ہے ہمارا نظریہ اور قرآن و حدیث بھی ہمارے اس نظریہ کی

تائید کررہی ہیں جیسا کہ اصولِ فقہ میں مفصل طور پر یہ بحث موجود ہے لیکن جمہور نے صحابہ کی تقدیس میں اتنا مبالغہ سے کام لیا کہ میانہ روی سے نکل گئے اور اس سلسلہ میں ہر ضعیف و جعلی حدیث سے استدلال کرنے لگے اور ہر اس مسلمان شخص کی اقتداء کرنے لگے جس نے نبیؐ سے کچھ سُنا ہو یا آپؐ کو دیکھا ہو۔ بالکل اندھی تقلید اور جن لوگوں نے اس غلو کی مخالفت کی اس پر انھوں نے سب وشتم کی بوچھار کی۔

وہ ہمیں اس وقت بہت بُرا بھلا کہتے ہیں جب ہم دینی حقائق کی تحقیق اور نبیؐ کے صحیح آثار کی تلاش میں واجبِ شرعی پر عمل کرتے ہوئے مجہول الحال صحابہ کی بیان کردہ حدیث کو رد کر دیتے ہیں۔

ان ہی باتوں کی بنا پر وہ ہم سے بدگمان ہیں چنانچہ جہالت و نادانی کی بنا پر وہ ہم پر ہر کیک قسم کی تہمتیں لگاتے ہیں، اگر وہ عقل سے کام لیتے اور قواعدِ علم کی طرف رجوع کرتے تو انھیں معلوم ہو جاتا کہ صحابہ کی عدالت والے مقولہ پر کوئی دلیل نہیں ہے اگر وہ (اہلِ سنت) قرآن میں غور و فکر کریں گے تو معلوم ہوگا کہ منافق صحابہ کے ذکر سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ اس کے لئے سورۂ احزاب و توبہ کا مطالعہ کافی ہے۔ ....

جامعہ عین الشمس قاہرہ کے شعبہ عربی ادب کے پروفیسر ڈاکٹر حامد حنفی داؤد کہتے ہیں، لیکن شیعہ صحابہ کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے عام افراد ہیں، ان (صحابہ) کے اور قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے درمیان کسی فرق و فضیلت کے قائل نہیں ہیں۔

اصل میں وہ (شیعہ) صرف عدل کو پیمانہ سمجھتے ہیں چنانچہ اسی سے صحابہ کے افعال کو ناپتے ہیں اور اسی طرح صحابہ کے بعد آنے والوں کے افعال کو بھی اسی کسوٹی پر کستے ہیں اور پھر صحبت، کوئی فضیلت نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی انسان فضیلت کا اہل ہو اور اس کے اندر رسالتمآبؐ کے پاس ٹھہرنے کی استعداد ہو، صحابہ میں سے معصوم بھی ہیں جیسے وہ ائمہ ہیں جو کہ رسولؐ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں مثلاً علیؑ اور ان کے فرزندؑ، ان میں ایسے عادل بھی ہیں، جنہوں نے رسولؐ کی وفات کے بعد علیؑ کی صحبت اختیار کی۔

ان میں ایسے مجتہد بھی ہیں جو مصیب ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں جن کا اجتہاد غلط ہے

ان میں فاسق بھی ہیں، زندیق بھی ہیں جو کہ فاسقوں سے بھی گئے گزرے ہیں اور زندیق ہی کے دائرہ میں منافق اور وہ لوگ داخل ہیں جو کہ صرف ظاہری طور پر خدا کی عبادت کرتے تھے، جیسا کہ ان میں وہ کفار بھی ہیں جنھوں نے نفاق کے بعد توبہ نہیں کی ہے اور وہ بھی ہیں جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

شیعہ۔ جو کہ اہلِ قبلہ میں سے بڑا گروہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو ایک ترازو میں تولتے ہیں اس سلسلہ میں ان کے یہاں صحابی، تابعین اور متاخرین کا امتیاز نہیں ہے اور پھر صحبت انھیں معصوم نہیں بنا سکتی ہے اور نہ اعتقادی مسائل انھیں بھی سے بچا سکتے ہیں اور اسی مستحکم بنیاد کی وجہ سے انھوں نے اپنے کے لئے۔ اجتہاد سے۔ صحابہ پر تنقید کرنا اور ان کی عدالت کی تحقیق کو مباح سمجھ لیا ہے۔ جیسا کہ وہ ان صحابہ پر سب و شتم کرنے کو بھی مباح سمجھتے ہیں۔ جنھوں نے صحبت کے شرائط کو پسِ پشت ڈال دیا تھا اور آلِ محمدؐ کی محبت کو چھوڑ دیا تھا۔

اور کیوں نہ ہو؟ جبکہ رسولِ اعظمؐ نے فرمایا ہے،

"انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی آل بیتی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما"

"میں تمھارے درمیان کتابِ خدا اور اپنے اہلِ بیتؑ عترت کو چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں سے وابستہ رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے دیکھو: میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔"

یہ اور اس جیسی دوسری حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر صحابہ نے آلِ محمدؐ پر ظلم ڈھائے اور ان پر منبروں سے لعنت کرنے کی بنا پر اس حدیث کی مخالفت کی تو ان مخالفوں کو صحبت سے کیا شرف حاصل ہوا اور انھیں کیسے عدالت سے متصف کیا جا سکتا ہے؟!

صحابہ کی عدالت کی نفی کے سلسلہ میں یہ ہے شیعوں کے نظریہ کا خلاصہ درحقیقت یہ وہ علمی اور واقعی اسباب ہیں جن پر شیعوں کے نہج کے بنیاد استوار ہے۔

یہی ڈاکٹر حامد حفنی داؤد دوسری جگہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ صحابہ پر تنقید

کرنا اور ان میں عیب نکالنا صرف شیعوں کی بدعت نہیں ہے، کیونکہ زمانۂ قدیم میں اس بدعت کے لئے معتزلہ نے بھی اعتقادی مسائل میں وہی چیز بیان کی ہے جو کہ شیعہ بیان کرتے ہیں اور انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کی ہے کہ عام صحابہ پر تنقید کرتے ہیں بلکہ اپنے خلفا پر بھی تنقید کی ہے اور جب انھوں نے تنقید کی تھی تو اس وقت ان میں صحابہ کے موافق بھی تھے اور مخالف بھی تھے۔

یہ مسئلہ، صحابہ پر تنقید فقط صاحبانِ علم سے مخصوص ہے اور اس راستہ کو ان شیعہ علمائے اور ان کے سربرآوردہ افراد نے طے کیا ہے جو کہ محبتِ آلِ محمدؐ میں سخت تھے۔

میں پہلے بھی اس بات کی طرف اشارہ کر چکا ہوں کہ معتزلہ کے علمائے کلام اور بزرگ افراد نے پہلی صدی سے ہی علمائے شیعہ کی فکر کو اختیار کیا ہے۔ اس بنا پر صحابہ پر تنقید کرنا شیعیانِ آلِ محمدؐ کی ایجاد ہے لیکن وہ تشیع کی ایجاد ہے خود تشیع و شیعیت نہیں ہے جیسا کہ شیعیانِ آلِ محمدؐ اپنے عقائدی تبحر علمی سے پہچانے جاتے تھے اور یہ شہرت اس لئے تھی کہ انھوں نے درِ اہلِ بیتؑ سے علم حاصل کیا تھا اور یہ وہ معین و اصل مصدر ہے جس سے اسلامی ثقافت صدرِ اسلام سے آج تک فیض حاصل کر رہی ہے یہ تھا ڈاکٹر حامد داؤد کا نظریہ۔

میرا نظریہ تو یہ ہے کہ ہر حقیقت کے متلاشی انسان کو نقد و تبصرہ سے کام لینا پڑے گا ورنہ حقیقت کا ادراک نہیں کر سکے گا بالکل اسی طرح جیسے اہلِ سنت و الجماعت نے صحابہ کی عدالت کے سلسلہ میں مبالغہ کیا اور ان کے حالات کی تحقیق نہ کی لہٰذا آج تک حق سے ناآشنا ہیں۔

صحابہ اہلِ سنت والجماعت کی نظر میں

اہلِ سنت والجماعت صحابہ کی تقدیس و طہارت میں مبالغہ کرتے ہیں اور بلا استثنیٰ سب کو عادل کہتے ہیں اور اس طرح وہ عقل و نقل کے دائرہ سے نکل گئے ہیں چنانچہ وہ ہر اس شخص کی مخالفت کرتے ہیں جو کسی صحابی پر تنقید کرتا ہے یا کسی صحابی کو غیر عادل کہتا ہے اس سلسلہ میں تمھارے سامنے ان کے کچھ اقوال پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مفاہیم قرآن اور نبیؐ کی صحیح سنت اور عقل و ضمیر سے ثابت شدہ چیزوں سے کتنی دور ہیں۔

شرح مسلم میں امام نووی تحریر فرماتے ہیں: بے شک صحابہ رضی اللہ عنہم سب برگزیدہ اور امّت کے سردار ہیں اور اپنے بعد والوں میں سب سے افضل ہیں۔ سب عادل ہیں ایسے پیشوا ہیں جن میں کھوٹ نہیں ہے۔ ہاں بعد والوں میں کھوٹ پایا جاتا ہے اور ان کے بعد والے تو بالکل بھوسی چوکر ہیں۔ (صحیح مسلم جلد ۸ ص ۲۲)

یحییٰ ابنِ معین کہتے ہیں: جو شخص عثمان یا طلحہ یا رسولؐ کے کسی بھی صحابی پر لعنت کرتا ہے وہ دجال ہے اور اس کا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا اور اس پر اللہ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (التہذیب ج ۱ ص ۵۰۹)

ذہبی کہتے ہیں: کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے پس جو شخص ان میں خامی نکالتا ہے یا ان پر لعنت کرتا ہے وہ دین سے خارج اور ملّتِ اسلامیہ سے جدا ہے۔ (کتاب الکبائر للذہبی ص ۲۲۳/۲۲۵)

قاضی ابو یعلی سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کہ ابو بکر پر لعنت کرتا تھا انھوں نے کہا ایسا شخص کافر ہے، کہا گیا اس پر نماز پڑھنی چاہیئے؟ کہا نہیں۔ لوگوں نے کہا پس اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ جبکہ وہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتا تھا؟ قاضی نے کہا اسے اپنے ہاتھوں سے چھونا بھی نہیں بلکہ لکڑی سے ڈھکیل کر دفن کردو۔

احمد ابنِ حنبل کہتے ہیں، نبیؐ کے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر اور ابنِ خطّاب کے بعد عثمان اور ابنِ عفان کے بعد علیؐ امّت میں سب سے افضل ہیں اور یہی خلفائے راشدین ہیں اور ان چار کے بعد رسولؐ کے باقی صحابہ تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی برائی کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان میں نقص وعیب نکالنا جائز ہے پس اگر کوئی شخص اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کو سزا دینا واجب ہے۔ اسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اسے سزا دی جائے گی اور توبہ کرنے کے لئے کہا جائے گا اگر توبہ کریگا تو چھوڑ دیا جائے گا اور اگر توبہ نہ کرے تو دوبارہ سزا دی جائے گی اور عمر قید کردیا جائے یہاں تک کہ وہ قید ہی میں مرجائے یا توبہ کرلے۔

شیخ علاء الدین طرابلسی حنفی کہتے ہیں۔ جو شخص اصحاب نبیؐ میں سے ابو بکر، عمر، عثمان، علیؐ، معاویہ یا عمرو بن العاص پر سب وشتم کرتا ہے اور انھیں گمراہ و کافر کہتا ہے تو قتل کیا جائے گا اور اگر

صرف برا بھلا کہتا ہے تو اسے عبرت ناک سزا دی جائے گی۔

ڈاکٹر حامد حنفی داؤد اختصار کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے چند اقوال نقل کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ: اہل سنت والجماعت تمام صحابہ کو عادل سمجھتے ہیں اور وہ سب عدالت میں مشترک ہیں اگرچہ درجات و مراتب میں مختلف ہیں، جو شخص کسی صحابی کی طرف کفر کی نسبت دیتا ہے وہ کافر ہے اور اگر کوئی کسی صحابی کی طرف فسق کی نسبت دیتا ہے تو وہ فاسق ہے اور جس نے کسی صحابی پر اعتراض کیا گویا اس نے رسولؐ پر اعتراض کیا۔

اور اہل سنت کے بڑے بڑے علما کا نظریہ ہے کہ حضرت علیؑ اور معاویہ کے درمیان رونما ہونے والے حالات کا تجزیہ و تحقیق کرنا جائز نہیں ہے۔

بے شک صحابہ میں سے جس نے اجتہاد کیا اور واقعہ تک رسائی حاصل کی وہ علیؑ اور ان کے پیروکار ہیں اور معاویہ و عائشہ سے اور ان کے ماننے والوں سے خطائے اجتہادی ہوتی ہے۔ اور یہ لازمی امر ہے۔ اہل سنت کی نظر میں۔ جہاں خطائے اجتہادی ہو وہاں خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔ اور برائیوں کو نہیں بیان کرنا چاہیے۔ اہل سنت معاویہ پر بھی اس لئے سب وشتم کرنے سے منع کرتے ہیں کہ وہ صحابی تھا اور عائشہ کو برا کہنے والے کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں عائشہ خدیجہ کے بعد دوسری ام المومنین اور رسولؐ کی چہیتی ہیں۔

اس کے علاوہ کہتے ہیں کہ ایسے معاملات کی تحقیق کرنا سزاوار نہیں ہے بلکہ انھیں خدا کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں حسن بصری اور سعید ابن مسیب کہتے ہیں ان امور سے خدا نے ہمارے ہاتھوں کو محفوظ رکھا ہے تو ہمیں اپنی زبانوں کو پاک رکھنا چاہیے۔

یہ تھا صحابہ کی عدالت کے متعلق اہل سنت کی رائیوں کا خلاصہ۔ (کتاب الصحابہ فی نظر الشیعہ الامامیہ ص ۸-۹)

جو شخص تفصیلی طور پر صحابہ کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ جاننا چاہتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کی نظر میں اس اصطلاح کے کیا معنی ہیں۔ تو تحقیق سے معلوم ہوگا کہ اہلسنت و الجماعت یہ باشرف لقب و علامت ہر اس شخص کو دیتے ہیں جس نے نبیؐ کو دیکھا ہو۔

بخاری کہتے ہیں: جو بھی نبیؐ کے ساتھ رہا یا مسلمانوں میں سے کسی نے انھیں دیکھا تو وہ رسولؐ کا

صحابی ہے۔

احمد ابن حنبل کہتے ہیں: بدری صحابہ کے بعد سب سے افضل وہ شخص ہے جو ایک سال یا ایک ماہ یا ایک روز رسولؐ کی صحبت و خدمت میں رہا یا جس نے رسولؐ کو دیکھا ہو اس کو اسی تناسب سے صحابی کہا جائے گا جتنی اسے صحبت نصیب ہوئی ہوگی۔ (الکفایۃ ص ۵۱ و کتاب تلقیح فھوم اہل الآثار)

ابن حجر کہتے ہیں: جس شخص نے بھی نبیؐ سے کوئی حدیث یا لفظ نقل کیا ہے وہ مومن ہے اور صحابی ہے اور جس شخص نے حالتِ ایمان میں نبیؐ سے ملاقات کی اور مسلمان مرا اور آپؐ کے پاس زیادہ عرصہ تک رہا ہو یا کم مدت آپؐ سے روایت کی ہو یا نہ کی ہو، کسی جنگ میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، کسی نے نبیؐ کو دیکھا ہو لیکن آپؐ کی خدمت و صحبت سے فیضیاب نہ ہوا ہو اور جس نے کسی رکاوٹ کی وجہ سے آپؐ کی زیارت نہ کی ہو وہ صحابی ہے۔ (کتاب الاصابۃ لابن حجر جلد ا ص ۱۰)

اکثر اہلِ سنّت والجماعت کا یہی نظریہ ہے، ہر اس شخص کو صحابی کہتے ہیں جس نے نبیؐ کو دیکھا ہو یا آپؐ کی حیات میں پیدا ہوا ہو خواہ وہ عقل و ادراک نہ رکھتا ہو، جیسا کہ ان میں سے بعض نے محمد ابنِ ابی بکر کو بھی صحابی قرار دیا ہے۔ جبکہ وہ رسولؐ کی وفات کے وقت تین ماہ کے تھے۔

ابنِ سعد نے اپنی کتاب "طبقات" میں صحابہ کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور صاحب مستدرک حاکم نیشاپوری نے بارہ[۱۲] طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا طبقہ: وہ لوگ جو ہجرت سے قبل مکہ میں مسلمان ہو چکے تھے جیسے خلفائے راشدین۔

دوسرا طبقہ: جو لوگ دارالندوہ میں حاضر تھے۔

تیسرا طبقہ: جن لوگوں نے ملکِ حبشہ ہجرت کی تھی۔

چوتھا طبقہ: جو لوگ عقبۂ اولیٰ میں حاضر تھے۔

پانچواں طبقہ: جو لوگ عقبۂ ثانی میں حاضر تھے۔

چھٹا طبقہ: جن لوگوں نے رسولؐ کی ہجرت کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

ساتواں طبقہ: جو لوگ جنگِ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

آٹھواں طبقہ: جن لوگوں نے صلحِ حدیبیہ سے پہلے اور جنگ بدر کے بعد ہجرت کی۔

نواں طبقہ: جو لوگ بیعتِ رضوان میں شریک تھے۔
دسواں طبقہ، جن لوگوں نے فتحِ مکہ سے قبل اور صلحِ حدیبیہ کے بعد ہجرت کی جیسے خالد ابن ولید و عمرو ابن العاص وغیرہ۔
گیارہواں طبقہ: جن لوگوں کو نبیؐ نے طلقا (آزاد) کہا۔
بارہواں طبقہ: صحابہ کے وہ لڑکے، بچے جو حیاتِ نبیؐ میں پیدا ہوئے جیسے محمد ابن ابی بکر وغیرہ۔

اہلِ سنّت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں چنانچہ چاروں مذاہب تمام صحابہ کی روایات کو بغیر تردد کے قبول کرتے ہیں اور اس حدیث پر کسی بھی تنقید و اعتراض کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔

جب کہ آپ کو ان (اہلِ سنّت والجماعت) میں جرح و تعدیل کرنے والے افراد بھی ملیں گے جنھوں نے احادیث کی تحقیق اور چھان بین کے سلسلہ میں محدثین اور رواۃ پر تنقید کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ لیکن جب وہ کسی صحابی تک پہنچتے ہیں، خواہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو، وفاتِ نبیؐ کے وقت اس کی عمر کچھ بھی رہی ہو تو فوراً توقف کرتے ہیں اور اس کی روایت پر کسی قسم کی تنقید نہیں کرتے خواہ وہ حدیث عقل و نقل کے خلاف اور شکوک سے لبریز ہو۔ اہلِ سنّت کہتے ہیں کہ صحابہ تنقید اور جرح سے پاک ہیں وہ سب عادل ہیں!

قسم اپنی جان کی یہ تو زبردستی کی بات ہے جسے عقل نہیں قبول کرتی اور طبیعت پر گراں گزرتی ہے اور نہ ہی علم اس کو ثابت کرتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج کے ذہین نوجوان اس مضحکہ خیز بدعت کو قبول کریں گے۔

اس بات کو کوئی نہیں جانتا کہ اہلِ سنّت والجماعت نے یہ عجیب و غریب اور روحِ اسلام سے الگ افکار کہاں سے لئے ہیں۔

اے کاش میں جانتا، اے کاش ان میں سے کوئی مجھے کتابِ خدا، سنّتِ رسولؐ، منطقی دلیل کے ذریعہ صحابہ کی خیالی عدالت سمجھا دیتا!

لیکن ہم ان کی پوچ رائیوں کا انحراف اور کجی سمجھ گئے ہیں، آنے والی فصل میں اس کی تشریح کریں گے۔ محققین پر لازم ہے کہ وہ اپنی جگہ بعض ایسے اسرار سے پردہ ہٹائیں جو آج تک جرأت و شجاعت کے دھنی کے محتاج چلے آرہے ہیں۔

صحابہ کی حیثیت

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صحابہ انسان ہیں۔ غیر معصوم ہیں اور عام لوگوں کی طرح ان پر بھی وہی چیزیں واجب ہیں جو کہ تمام انسانوں پر واجب ہیں اور جو حقوق صحابہ کے ہیں وہی دیگر افراد کے ہیں۔ ہاں انھیں نبیؐ کی صحبت کا شرف حاصل ہے جبکہ انھوں نے صحبت کو محترم سمجھا ہو اور کما حقہ اس کی رعایت کی ہو ورنہ دوگنا عذاب کے بھی مستحق قرار پائیں گے۔ کیونکہ خدا کے عدل کا تقاضا یہ ہے کہ دور والے کو اتنا عذاب نہ دیا جائے جتنا قریب والے کو دیا جانا چاہیئے کیونکہ دور والا ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ شخص ہے جس نے بالمشافہ نبیؐ سے کوئی حدیث سنی ہے نورِ نبوت کو دیکھا ہے اور معجزات کا مشاہدہ کیا ہے اور خود نبیؐ کی تعلیمات سے مستفید ہوا ہے۔ چنانچہ نبیؐ کے بعد والے زمانہ میں زندگی گزارنے والوں نے نہ آپؐ کو دیکھا ہے اور نہ بالمشافہ کوئی بات آپؐ کی زبانِ مبارک سے سنی ہے۔

رسولؐ کے ساتھ رہنے والے اس صحابی پر جو کہ آپ کے ساتھ رہا لیکن اس کے دل میں ایمان داخل نہ ہوا زبردستی اسلام قبول کیا یا نبیؐ کی حیات میں تو صحابی متقی و پرہیزگار تھا لیکن آپؐ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا ایسے صحابی پر عقل و وجدان اس شخص کو فضیلت دیتا ہے جو کہ ہمارے زمانہ میں زندگی گزارتا ہے لیکن قرآن و حدیث اور ان دونوں کی تعلیمات کا احترام کرتا ہے۔

اور اسی چیز کو قرآن و حدیث اور عقل و ضمیر بھی صحیح قرار دیتے ہیں اور جو شخص قرآن و حدیث کا تھوڑا سا بھی علم رکھتا ہے وہ اس حقیقت میں قطعی شک نہیں کر سکتا اور نہ اس سے فرار کی راہ مل سکتی ہے۔

مثال کے طور پر خداوند عالم کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں:

"یا نساء النبی من یأت منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین وکان ذالک علی اللہ یسیرا۔ (احزاب ۳۰)

"اے نبیؐ کی بیویوں جو بھی تم میں سے کھلی برائی کی مرتکب ہوگی اس کا عذاب بھی دُھرا کر دیا جائے گا اور خدا کے لئے یہ بات بہت آسان ہے۔

پھر صحابہ میں وہ مومن بھی ہے جس نے اپنا ایمان کامل کیا۔ ان میں ضعیف الایمان بھی ہیں اور ان میں وہ بھی ہے جس کے قلب میں ایمان (کبھی) داخل نہ ہوا ان میں متقی و پرہیزگار بھی ہے۔ ان میں مصلحت اندیش بھی ہے۔ ان میں بہت بڑا عادل بھی ہے اور ان میں بدبخت ترین ظالم بھی ہے، ان میں اہلِ حق مومن بھی ہیں، ان میں باغی فاسق بھی ہیں۔ ان میں باعمل علما بھی ہیں۔ ان میں بدعت گزار جاہل بھی ہیں۔ ان میں مخلص بھی ہیں، ان میں منافقین، ناکثین، صادقین اور مرتدین بھی ہیں۔

جب قرآنِ مجید، حدیثِ نبیؐ اور تاریخ نے مذکورہ اقسام کو بیان کر دیا ہے اور کھلے لفظوں میں اس کی وضاحت کی ہے تو پھر اہلِ سنّت کے اس قول کی کوئی حیثیت اور اعتبار نہیں رہ جاتا کہ تمام صحابہ عادل ہیں کیونکہ ان کا یہ قول قرآن و حدیث، عقل و تاریخ کے خلاف ہے۔ یہ محض تعصب ہے اور ایسی بات ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

ان امور کے سلسلہ میں ایک محقق کو اہلِ سنّت والجماعت کی عقل پر تعجب ہوگا جو کہ عقل و نقل اور تاریخ کی مخالفت کرتے ہیں۔

لیکن جب وہ اس عقیدہ۔ یعنی صحابہ کی تعظیم اور انھیں برا نہ کہنا بلکہ عادل ماننے کے رسوخ کے سلسلہ میں بنی اُمیّہ کے کرتوت اور ان کے اتباع میں بنی عبّاس کے کارناموں کو دیکھے گا تو اس کا سارا تعجب زائل ہو جائے گا اور اس بات میں قطعی شک نہیں کرے گا کہ انھوں نے صحابہ کے سلسلہ میں کسی بھی گفتگو کو اس لئے منع کیا ہے تاکہ ان کے افعال پر تنقید و تجزیہ کی نوبت ہی نہ آئے کہ جنکے ارتکاب سے انھوں نے اسلام کے دامن کو اور نبیِ اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کے دامن کو داغدار کیا ہے۔

کیونکہ "ابوسفیان، معاویہ، یزید، عمرو ابنِ العاص، مروان ابنِ حکم مغیرہ ابنِ شعبہ اور بسر ابنِ ارطاۃ سب ہی صحابی ہیں، یہ مومنین کے امیر و حاکم بھی رہ چکے ہیں تو وہ کیسے صحابہ کے حالات کی چھان بین کو منع نہ کرتے اور ان کی عدالت و فضیلت کے لئے کیسے جھوٹی حدیث نہ گھڑتے اور پھر اس وقت ان کے فعال و کردار پر تنقید کرنے کی کس میں ہمت تھی۔

اور اگر کسی مسلمان نے ایسا کر دیا تو اسے کافر و زندیق قرار دیدیا اور اس کے قتل اور بے گور و کفن چھوڑ دینے کا فتویٰ دیدیا۔ ظاہر ہے اس مسلمان کو لکڑی سے ڈھکیل کر ہی دفن کیا جاتا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اور جب وہ شیعوں کو قتل کرنا چاہتے تھے تو ان پر صحابہ کو برا بھلا کہنے کی تہمت لگا دیتے تھے اور پھر صحابہ پر تنقید و تبصرہ ہی کو وہ سب و شتم کہتے تھے اور یہ چیز قتل اور عبرت ناک سزا کے لئے کافی ہوتی تھی ظلم کی انتہا ہو گئی تھی اگر کوئی شخص حدیث کا مفہوم پوچھ لیتا تھا تو وہی اسکی موت کے لئے کافی ہو جاتا جیسا کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے ہارون رشید کے سامنے ابوہریرہ کی بیان کردہ یہ حدیث نقل کی گئی کہ موسیٰؑ نے آدمؑ سے ملاقات کی اور ان سے کہا: آپ ہی وہ آدمؑ ہیں جس نے ہمیں جنت سے نکلوا دیا؟ یہ جملہ سنکر مجلس میں موجود ایک قرشی نے کہا، موسیٰؑ نے آدمؑ سے کہاں ملاقات کی تھی؟ یہ سنکر ہارون رشید کو غصہ آگیا اور اس قرشی کے قتل کا حکم دیدیا، اور کہا زندیق رسولؐ کی حدیث پر اعتراض کرتا ہے۔ (تاریخ بغدادی ج۱۴ ص۷)

ظاہر ہے حدیث کا مفہوم پوچھنے والا کوئی باحیثیت آدمی تھا کیونکہ رشید کی مجلس میں موجود تھا اور اس بات پر اس کی گردن اڑا دی گئی کہ اس نے وہ جگہ دریافت کر لی تھی کہ جہاں موسیٰؑ نے آدمؑ سے ملاقات کی تھی۔

تو اس شیعہ کی حالت پوچھئے کیا ہوئی ہوگی جو کہ ابوہریرہ کو کذاب و جھوٹا کہتا ہے جیسا کہ صحابہ اور ان کے راس و رئیس عمر ابن خطاب ابوہریرہ کو جھٹلا چکے ہیں۔ یہیں سے ایک محقق حدیث میں وارد غلط و محال اور کفریات باتوں نیز تناقضات سے واقف ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ان روایات کو صحیح کہا جاتا ہے اور انہیں تقدس کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔

یہ سب کچھ تنقید و جرح کے ممنوع ہونے اور ہلاکت و تباہی کے خوف سے ہوتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس شخص کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا جو حقیقت تک پہنچنے کے لئے کسی لفظ کے معنی کو پوچھ لیتا تھا اس کے بعد کوئی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

اور پھر انھوں نے لوگوں کو یہ بات باور کرا دی تھی کہ جو شخص ابوہریرہ یا کسی عام صحابی کی حدیث پر اعتراض کرتا ہے تو گویا وہ رسولؐ کی حدیث پر اعتراض کرتا ہے دراصل اس سے انھوں نے ان جعلی حدیثوں کا حصار بنا دیا تھا جو کہ وفات نبیؐ کے بعد صحابہ نے گھڑ لی تھیں اور پھر وہ مسلمات میں شمار ہونے لگیں

میں اپنے بعض علماء سے اس موضوع پر بہت بحث کرتا تھا کہ صحابہ خود بھی اپنے کو اتنا مقدس نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ ایک دوسرے کی حدیث کو مشکوک سمجھتے تھے خصوصاً جب کسی کی نقل کردہ حدیث قرآن کے مخالف ہوتی تھی چنانچہ عمر ابن خطاب نے ابوہریرہ کو درے مارے اور حدیث نقل کرنے سے منع کیا اور اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی، لیکن وہ علماء ہمیشہ مجھے یہ جواب دیتے تھے کہ صحابہ کو ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کا حق ہے لیکن ہم صحابہ کے ہم پلہ نہیں ہیں کہ ان کے اوپر اعتراض و تنقید کریں۔

میں کہتا ہوں۔ اللہ کے بندو! انھوں نے ایک دوسرے سے جنگ کی ایک نے دوسرے کو کافر کہا اور بعض نے بعض کو قتل کیا؟!

وہ کہتے ہیں: وہ (صحابہ) سب مجتہد تھے پس ان میں سے جس کا اجتہاد صحیح تھا اسکو دو اجر اور جس کا اجتہاد غلط تھا اسے اجر ملیگا اور ہمیں ان کے حالات کی تحقیق کا حق نہیں ہے۔

انھیں یہ عقیدہ ان کے آباؤ اجداد اور سلف سے خلف کو میراث میں ملا ہے۔ پس یہ بغیر سوچے سمجھے طوطے کی طرح وہی رٹتے ہیں جو انھیں رٹا دیا گیا ہے۔

اور جب ان کے امام غزالی کا خود یہی نظریہ ہے اور انھوں نے لوگوں کے درمیان اسی کو رواج دیا ہے تو حجت الاسلام والمسلمین بن گئے وہ اپنی کتاب "المستصفیٰ" میں لکھتے ہیں، اور جس چیز پر سلف اور خلف جمہور ہیں وہ یہ ہے کہ صحابہ کی عدالت ثابت ہے، خدا عزوجل نے انھیں عادل قرار دیا ہے اور اپنی کتاب میں انکی مدح کی اور ان (صحابہ) کے بارے میں یہی ہمارا اعتقاد ہے۔

مجھے غزالی اور عام اہل سنت والجماعت کے اس استدلال پر تعجب ہے جو کہ وہ قرآن کے ذریعہ صحابہ کی عدالت پر کرتے ہیں جبکہ قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جو صحابہ کی عدالت پر دلالت کرتی ہو بلکہ اس کے برعکس قرآن میں ایسی بہت سی آیات ہیں جو کہ صحابہ کی عدالت کی نفی کرتی ہیں اور ان کی حقیقتوں سے پردہ ہٹاتی ہیں اور ان کے نفاق کا انکشاف کرتی ہیں۔

میں نے اپنی کتاب "فاسئلوا اہل الذکر" میں اس موضوع سے متعلق پوری ایک فصل معین کی ہے۔ تفصیل کے شائق مذکورہ کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ تا کہ انھیں صحابہ کے سلسلہ میں خدا اور رسولؐ کے اقوال کا علم بھی ہو جائے، تا کہ محقق کو یہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ نے اپنی اس عظمت و منزلت کا کبھی خواب بھی نہیں دیکھا ہوگا جو کہ بعد میں اہل سنت والجماعت نے ایجاد کی ہے۔ محقق پر واجب

ہے کہ وہ حدیث و تواریخ کی کتابوں کا مطالعہ کرلے جو کہ صحابہ کے برے افعال سے بھری پڑی ہیں اور بعض کو کافر قرار دے رہی ہیں اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ ان میں سے بعض اپنے منافق ہونے کے بارے میں شک کرتے تھے۔

چنانچہ بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ ابن ملیکہ نے تین اصحاب نبیؐ سے ملاقات کی اور تینوں کو اپنے منافق ہونے کا ڈر تھا اور کسی کو یہ دعویٰ نہیں کہ وہ جبرئیل کے ایمان پر قائم ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۷)

خود غزالی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ عمر ابن خطاب حذیفہ ابن یمان سے پوچھا کرتے تھے کہ رسولؐ نے جو تمہیں منافقین کے نام بتائے ہیں ان میں میرا نام تو شامل نہیں ہے۔ (احیاء علوم الدین۔ غزالی جلد ۱ ص ۱۲۹، کنز العمال جلد ۷ ص ۲۴۔)

کسی کہنے والے کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ منافقین کا صحابہ سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ ان کا الگ گروہ تھا جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر شخص جس کا رسولؐ پر ایمان اور اس نے آپؐ کو دیکھا ہو وہ صحابی ہے چاہے وہ آپؐ کی مجلس میں نہ بیٹھا ہو۔

ان کے اس قول میں کہ جو رسولؐ پر ایمان رکھتا تھا ضعف ہے کیونکہ جو نبیؐ کی صحبت میں رہتے تھے وہ کلمۂ شہادتین پڑھ لیتے تھے اور نبیؐ بھی ان کے ظاہری اسلام کو قبول فرماتے تھے چنانچہ آپؐ ہی کا ارشاد ہے، مجھے ظاہر پر حکم لگانے کا حکم دیا گیا ہے اور باطنی چیزوں کی ذمہ داری خدا پر ہے آپؐ نے اپنی حیات میں کسی صحابی سے بھی یہ نہیں کہا کہ تم منافق ہو۔ لہٰذا تمہارا اسلام قابلِ قبول نہیں ہے!

ہم تو نبیؐ کو منافقین کو بھی اپنے صحابی فرماتے ہوئے دیکھتے ہیں جبکہ آپؐ ان کے نفاق سے واقف تھے بطورِ دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری نے روایت کی ہے کہ عمر ابن خطاب نے رسولؐ سے عبداللہ ابن ابی منافق کی گردن مار دینے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا، جانے دو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں، کہ محمدؐ تو اپنے اصحاب ہی کو قتل کر رہے ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۶ ص ۶۵، کتاب الفضائل القرآن سورۂ منافقین تاریخ ابن عساکر ج ۴ ص ۹۶)

اہل سنت والجماعت کے بعض علماء ہمیں یہ بات باور کرانا چاہتے ہیں کہ منافقین تو مشہور تھے تو ہم انہیں صحابہ میں نہ ملائیں یہ محال بات ہے جسے قبول کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے بلکہ منافقین صحابہ ہی کے درمیان

موجود تھے کہ جنکے باطن کو خدا ہی جانتا ہے۔ اگرچہ وہ نماز پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے، خدا کی عبادت کرتے تھے اور ہر طرح نبیؐ کا تقرب ڈھونڈتے تھے۔ بطور دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر ابن خطاب نے رسولؐ سے اس وقت ذی خویصرہ کی گردن مار دینے کی اجازت مانگی جب اس نے نبیؐ سے کہا تھا کہ عدل سے کام لیجئے! لیکن نبیؐ نے عمر سے فرمایا: جانے دو اس کے اور بہت سے ساتھی ہیں جو کہ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں لیکن ان کے حلق سے نہیں اترتا اور دین سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۴ ص ۱۷۹)

میری اس بات میں مبالغہ نہیں ہے کہ اکثر صحابہ منافق تھے جیسا کہ کتاب خدا کی متعدد آیتوں اور رسولؐ کی متعدد حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

(رسولؐ) تو ان (صحابہ) کے پاس حق بات لے کر آیا ہے لیکن ان میں سے اکثر حق بات سے نفرت کرتے ہیں۔ (مومنون/۷۰)

نیز ارشاد ہے۔

عرب کے گنوار کفر و نفاق میں بڑے سخت ہیں۔ (توبہ/۹۷)

دوسری آیت میں ہے:

اہل مدینہ میں سے بعض نفاق پر اڑ گئے ہیں آپؐ انھیں نہیں جانتے۔ (توبہ/۱۰۱)

پھر ارشاد فرماتا ہے:

مسلمانو! تمھارے پاس جو یہ گنوار بیٹھے ہیں ان میں سے بعض منافق ہیں۔ (توبہ/۱۰۱)

مناسب ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جائے کہ اہل سنت والجماعت کے بعض علما حقائق کی پردہ پوشی کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ وہ آیت میں وارد لفظ اعراب یعنی وہ گنوار کے وہ تفسیر کرتے ہیں کہ صحابہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ جزیرہ نما عرب کے اطراف میں بسنے والے صحرانشیں ہیں۔

لیکن عمر ابنِ خطاب کو مرتے وقت وصیت کرتے دیکھتے ہیں وہ اپنے بعد والے خلیفہ سے کہتے ہیں، مَیں اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ عرب کے گنوار دیہاتیوں کے ساتھ نیکی سے پیش آئے کیوں کہ وہی اصل عرب اور اسلام کا مادہ ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۴ ص ۲۰۶)۔

پس جب اہلِ عرب اور مادۂ اسلام ہی کفر و نفاق پر اڑے ہوئے ہیں اور اسی قابل ہیں کہ جو کتابِ خدا نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اس کے احکام نہ جانیں اور خدا تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ تو پھر اہلِ سنت والجماعت کی اس بات کا کوئی وزن نہیں رہ جاتا کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔

وضاحت: قاری پر یہ ثابت ہو جائے کہ عام صحابہ ہی اعراب (گنوار دیہاتی) تھے جیسا اعراب کے کفر و نفاق کے ذکر کے بعد کہ قرآنِ مجید میں نازل ہوا ہے:

"اور کچھ دیہاتی تو ایسے بھی ہیں جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے خدا کی بارگاہ میں نزدیکی اور رسولؐ کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں آگاہ ہو جاؤ واقعی یہ ضرور ان کے تقرب کا ذریعہ ہے خدا انہیں بہت جلدی اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (توبہ/۹۹)

رسولؐ کا ارشاد ہے:

میرے صحابی کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو مَیں عرض کروں گا: پروردگار یہ میرا صحابی ہے جواب آئے گا، تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں۔ مَیں عرض کروں گا جس نے میرے بعد بدعت کی خدا اسے غارت کرے، مَیں ان (صحابہ) میں سے کسی کو مخلص نہیں دیکھتا ہوں یہ چوپایوں کی طرح ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۷ ص: ۲۰۹، باب الحوض)

اور بہت سی احادیث ہیں جنہیں اختصار کے پیشِ نظر ہم نے نظر انداز کر دیا ہے در حقیقت

اس سے ہمارا مقصد صحابہ کی زندگی کی تحقیق نہیں ہے کہ جس سے ان کی عدالت پر اعتراض کیا جائے اس سلسلہ میں تاریخ کافی ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ان (صحابہ) میں سے بعض زناکار، بعض شراب خور، بعض مرتد اور بعض اُمت کے خیانت کار اور نیکو کاروں کے حق میں ظالم تھے۔ لیکن ہم اس بات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ کل صحابہ کی عدالت والا مقولہ بے عقلی کی بات ہے جس کو اہل سنت و الجماعت نے اپنے ان بزرگ اور سردار صحابہ کی پردہ پوشی کے لئے ایجاد کیا ہے کہ جنھوں نے دین میں بدعتیں ایجاد کیں اور اس کے احکام کو بدل ڈالا۔

ایک مرتبہ پھر ہم پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل سنت والجماعت نے جو اپنی گردن میں تمام صحابہ کی عدالت کا قلادہ ڈالا ہے اس سے ان کی حقیقی صورت سامنے آگئی ہے آگاہ ہو جاؤ وہ ہے منافقین کی محبت اور ان کی اس بدعتوں کی اقتدا جو کہ انھوں نے لوگوں کو جاہلیت کی طرف پلٹانے کے لئے تراشی تھیں۔

اس کے ساتھ اہل سنت والجماعت نے ان (منافقین) کے اتباع میں صحابہ پر تنقید کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اپنے اوپر دروازۂ اجتہاد بند کر لیا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ خلفائے بنی اُمیّہ اور مذاہب کی ایجاد کے وقت سے چلی آرہی ہے۔ ان کے پیروکاروں کو یہ عقیدہ میراث میں ملا اور وہ اپنے بیٹوں کے لئے بطور میراث چھوڑ گئے جس کا سلسلہ نسلاً بعد نسل چلا آرہا ہے۔ اس طرح اہلسنت والجماعت صحابہ کے سلسلہ میں آج تک تحقیق کو منع کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور سب کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور جو شخص صحابہ میں سے کسی پر تنقید کرتا ہے اسے کافر کہتے ہیں۔

بحث کا خلاصہ:

اہل بیتؑ کا اتباع کرنے والے ، شیعہ ، صحابہ کو وہی حیثیت و عظمت دیتے ہیں جس کے وہ مستحق ہیں وہ متقین صحابہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اور دشمنانِ خدا اور رسول اور منافقین و فاسقین سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ حقیقی

اہلِ سنّت ہیں۔ اس لئے وہ صحابہ میں سے ان سے محبّت کرتے ہیں کہ جن کو خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں۔ اور خدا اور رسولؐ کے ان دشمنوں سے برائت کرتے ہیں کہ جنھوں نے مسلمانوں کی اکثریت کو گمراہ کیا ہے۔

عام صحابہ کی سنّت

اس بات پر بہت سی دلیلیں موجود ہیں کہ اہلِ سنّت والجماعت عام صحابہ کی سنّت کی اقتداء کرتے ہیں۔

اور اس پر ایک جھوٹی حدیث سے حجّت قائم کرتے ہیں اس موضوع پر ہم مع الصادقین میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے:

اصحابی کالنّجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے جس کی بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

ابنِ قیم جوزیہ نے اس حدیث سے صحابی کی رائے کی حجیت پر حجّت قائم کی ہے (اعلام الموقعین ج ۴ ص ۱۲۲)

شیخ ابوزہرہ نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

یقیناً ہم نے تمام فقہائے اہلِ سنّت کو صحابہ کے فتوؤں پر عمل پیرا پایا ہے پھر دوسرے پیراگراف میں تحریر فرماتے ہیں۔

جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ صحابہ کے اقوال اور فتوؤں کو حجّت سمجھتے ہیں جبکہ شیعوں کا مسلک اس کے برخلاف ہے۔ ابنِ قیم جوزیہ چھیالیس وجوہ سے جمہور تائید کرتا ہے اور وہ سب قوی ہیں۔ (یہ شیخ ابوزہرہ کا دوسرا اعتراف ہے جو ہمارے اس قول کی تاکید کرتا ہے شیعہ شریعتِ الٰہی میں کتابِ خدا اور سنّتِ رسولؐ کے سوا کسی اور کو داخل نہیں کرتے)

شیخ ابوزہرہ سے ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ چیز کیسے قوی حجّت بن سکتی ہے جو کتابِ خدا اور سنّتِ رسولؐ کے مخالف ہوتی ہے؟!

ابن قیم نے جتنی بھی دلیلیں پیش کی ہیں وہ بیتِ عنکبوت کی طرح کمزور اور رکیک ہیں اور پھر موصوف نے تو خود ہی انھیں یہ کہہ کر باطل کر دیا ہے۔

لیکن شوکانی کہتے ہیں: صحابہ کا قول حجت نہیں ہے کیوں کہ خدا نے اس اُمت میں ہمارے نبیؐ محمد کے علاوہ کسی کو مبعوث نہیں کیا ہے۔ اور صحابہ اور ان کے بعد والے اس نبی کی شریعت کے اتباع کے سلسلہ میں مساوی طور پر مکلّف ہیں یعنی کتاب و سنّت میں جو کچھ ہے اس کا اتباع اور اس پر عمل کرنا سب کے لئے واجب ہے۔ پس جو شخص دینِ خدا میں کتاب خدا اور سنّتِ رسولؐ کے علاوہ کسی اور چیز کو حجّت تسلیم کرتا ہے تو وہ دینِ خدا کے بارے میں ایسی بات کہتا ہے جو کہ ثابت نہیں ہے بلکہ یہ شرعی طور پر ثابت ہے کہ خدا نے ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا ہے۔ (کتاب شیخ ابو زہرہ ص ۱۰۲)

قابلِ سلام ہیں شوکانی کہ جنھوں نے حق کہا اور صداقت سے کام لیا اور اپنے مذہب سے متأثر نہیں ہوئے ان کا قول ائمۂ اطہارؑ کے قول کے موافق ہے اگر ان کے اعمال ان کے اقوال کے مطابق ہوں گے تو خدا ان سے راضی ہوگا اور انھوں نے خدا کو راضی کر لیا ہوگا۔

صحابہ کو عادل ماننا سنّت کی صریح مخالفت ہے

صحابہ کے سلسلہ میں نبیؐ کے اقوال و افعال پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ آپؐ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے، آپؐ خدا کے لئے غضب ناک ہوتے تھے اور اس کی رضا سے رضامند تھے پس جو صحابی بھی حکمِ خدا کی مخالفت کرتا تھا نبیؐ اس سے برأت کا اظہار کرتے تھے جیسا کہ آپؐ نے بنی خذیمہ کے قتل کے سلسلہ میں خالد ابنِ ولید سے برأت کی تھی اور اسامہ پر اس وقت غضب ناک ہوئے تھے جب وہ اس عورت کی سفارش کرنے آئے تھے جس نے چوری کی تھی اور فرمایا تھا: تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کے حدود کے سلسلہ میں سفارش کرتے ہو؟ قسم خدا کی اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی شریف چوری کرتا تھا تو وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے اور جب کوئی شریر چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے۔

کبھی بعض مخلص صحابہ کو شاباش و مرحبا بھی کہتے اور ان کے لئے دعا و استغفار کرتے تھے اسی طرح اپنے حکم کی نافرمانی کرنے والوں اور انھیں اہمیت نہ دینے پر لعنت بھی کرتے تھے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا تھا۔ خدا اس پر لعنت کرے جو اسامہ کے لشکر میں شرکت نہ کرے اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ نے نبیؐ پر اس لئے اعتراض کیا تھا کہ آپؐ نے کم سن اسامہ کو لشکر کا امیر بنا دیا تھا۔

اسی طرح ہم رسولؐ کو لوگوں کے سامنے بعض صحابہ کی حق پوشی اور ان کے نفاق کو واضح طور پر بیان کرتے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک منافق کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اس کے دوست ہیں جو تم میں سے ہر ایک کی نماز کو اپنی نماز کے سامنے کچھ نہیں سمجھتے اور نہ ہی اپنے روزوں کے مقابل تمہارے روزوں کو کچھ سمجھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا (یعنی اہمیت نہیں دیتے) دین سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ کبھی آپؐ اس صحابی پر نماز نہیں پڑھتے ہیں جو کہ جنگ خیبر میں مسلمانوں کے لشکر میں شامل تھا اور اس کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اس نے دین خدا میں خیانت کی ہے اور جب اس (صحابی) کے سامان کی تلاشی لی گئی تو اس میں یہودیوں کی مالا ملی۔

ماوردی لکھتے ہیں کہ جنگ تبوک میں نبیؐ کو پیاس لگی تو منافقوں نے کہا محمدؐ آسمان کی خبر بتاتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا پانی کہاں ہے۔ پس جبرئیل نازل ہوئے اور آپؐ کو ان کے نام بتا دیئے۔ اور نبیؐ نے وہ اسماء سعد ابن عبادہ کو بتائے تو سعد نے کہا اگر آپؐ کی رضا ہو تو میں ان کی گردن اڑا دوں؟ آپؐ نے فرمایا: (رہنے دو) لوگ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ لہٰذا جو ہمارے ساتھ نشست و برخاست رکھتا ہے ہم اس سے حسن (صحبت) سلوک سے پیش آئیں گے۔ (لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں لیکن ہم اس کے ساتھ حسن (صحبت) سلوک رکھتے ہیں۔ یہ امر بات پر واضح دلیل ہے کہ صحابہ میں منافقین بھی تھے پس اہل سنت والجماعت کا یہ قول کہ منافقین صحابہ میں نہیں تھے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ رسولؐ نے خود منافقین کو بھی اپنے اصحاب میں شمار کیا ہے۔)

اور صحابہ کے حق میں جس چیز کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے رسولؐ نے اسی کو اچھا کیا ہے، خدا سچے و صادقین صحابہ سے راضی ہے۔ اور منافقین و مرتد اور ناکثین پر غضبناک ہے اور

متعدد آیتوں میں ان پر لعنت کی ہے اس موضوع سے متعلق ہم اپنی کتاب "فاسئلوا اہل الذکر" کی فصل "قرآن بعض صحابہ کی حقیقت کا انکشاف کرتا ہے" میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں شائقین مذکورہ کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

ہمارے لئے بعض منافق صحابہ کے اعمال سے متعلق وہ ایک مثال کافی ہے جس کے ذریعہ خدا نے ان کے اعمال سے پردہ ہٹایا اور انھیں رسوا کیا، یہ بارہ اشخاص تھے جو اس بہانہ سے کہ ہمارے مکانات دور ہیں نبیؐ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتے، مسجد ضرار بنائی تھی، کیا اس سے زیادہ بھی خلوص ملے گا؟ کہ لوگ فریضۂ نماز کو جماعت سے ادا کرنے کے لئے بھاری رقم خرچ کر کے مسجد بناتے ہیں؟

لیکن خداوند عالم پر زمین و آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں میں چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے، ان کے بھیدوں کو جانتا ہے اور جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اس سے بھی باخبر ہے۔ پس اس نے اپنے رسولؐ کو ان کی سازش اور نفاق سے اس طرح مطلع کیا:

> اور جن لوگوں نے مسجد ضرار بنائی تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کو نقصان پہنچائیں اور کفر کو مضبوط بنائیں اور مومنین کے درمیان اختلاف پیدا کریں اور خدا و رسولؐ سے جنگ کرنے والے کے لئے پہلے سے پناہ گاہ بنا رکھیں وہ منافق ہیں جبکہ وہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے تو نیکی کے لئے مسجد بنائی ہے۔ اور خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ سب جھوٹے ہیں۔ (توبہ/۱۰۷)۔

اور جس طرح خدا حق بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا ہے۔ اسی طرح اس کا رسولؐ بھی واضح لفظوں میں اپنے صحابہ سے فرماتا تھا کہ تم دنیا حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑمرو گے اور تم عنقریب یہود و نصاریٰ کی پیروی کرو گے اور وہی کرو گے جو وہ کر گزرے ہیں اور میرے بعد کافر و مرتد ہو جاؤ گے اور قیامت کے دن جہنم میں داخل ہو گے اور تم میں سے بہت کم نجات پائیں گے جیسا کہ نبیؐ نے چوپایوں سے تعبیر کیا ہے.....

پس ان تمام باتوں کے باوجود اہلِ سنت والجماعت ہمیں اس بات سے مطمئن کرنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور وہ سب جنتی ہیں اور ان کے احکام ہم پر لازم ہیں' ان کی رائے اور بدعت کا اتباع واجب ہے اور ان میں سے کسی ایک پر بھی اعتراض کرنے سے دین سے خارج ہونے کا سبب ہے؟؟

اس بات کو دیوانے بھی قبول نہیں کریں گے چہ جائیکہ عقلمند حضرات یہ لغو و مہمل بات ہے جو کہ امراء و سلاطین اور ان کی بارگاہ میں رہنے والے چاپلوس علماء نے گھڑی ہیں ہم تو ہرگز اس بات کو قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ خدا اور رسولؐ کے قول کو رد کرنا ہے اور جو خدا ورسولؐ کے قول کو رد کرتا ہے وہ کافر ہے اور پھر یہ بات عقل و وجدان کے خلاف ہے۔

اور ہم اہلِ سنت والجماعت پر بھی یہ لازم قرار نہیں دیتے کہ وہ اپنے اس نظریہ سے ہٹ جائیں یا اس کا انکار کریں' وہ اپنے عقیدے میں آزاد ہیں۔ (ہاں) اس کے بھیانک نتائج کے ذمہ دار بھی وہ خود ہیں ان ہی سے اس کی باز پرس ہوگی۔

لیکن اہلِ سنت بھی اس شخص کو کافر قرار نہ دیں جو کہ صحابہ کی عدالت کے سلسلہ میں قرآن وسنت کا اتباع کرتا ہے۔ ان میں (صحابہ) سے اچھائی کرنے والے کو اچھا اور برائی کرنے والے کو برا کہتا ہے اور ان میں (صحابہ) سے خدا ورسولؐ کے اولیاء سے محبت رکھتا ہے اور خدا ورسولؐ کے دشمن سے بیزار ہے۔

اور اس سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اہلِ سنت والجماعت قرآن وسنت کی مخالفت کرتے ہیں اور اس چیز پر عمل کرتے ہیں جو کہ حکومت بنی امیہ و بنی عباس نے ان پر تھوپ دی ہے اور موازین عقلی و شرعی کو دیوار پر دے مارا ہے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ جب آپ اہلِ سنت والجماعت کے کسی عالم سے یہ کہیں گے کہ جب آپ حضرات صحابہ پر سب وشتم کرنے والے کو کافر کہتے ہیں تو معاویہ اور ان صحابہ کو کیوں کافر قرار نہیں دیتے جنھوں نے منبروں سے علیؑ پر لعنت کی ہے؟ تو وہ یقیناً وہی جواب دیں گے جو کہ مشہور ہے۔

وہ ایک قوم تھی جو گزر گئی انھیں ان کے کئے کا پھل

ملے گا اور تمھیں تمھارے کئے کا پھل ملے گا تم سے ان کے

اعمال کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ (بقرہ/۱۳۴)

حقیقت تو یہ ہے کہ چوٹی کے صحابہ اور اموی و عباسی حکام نے اسی بات کو رواج دیا کہ ابوبکر و عمر اور عثمان کی سنت دین ہے۔ اسی پر عمل کیا اور اسی کے دائرہ میں محدود رہے۔ اور جب خلفائے ثلاثہ نے سنت رسولؐ پر پابندی لگا دی جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ہم عرض کر چکے ہیں تو پھر ان ہی لوگوں کی بنائی ہوئی سنت تھی۔ جس پر عمل ہوتا تھا وہی احکام لائق اتباع ہوتے تھے جن کا وہ حکم دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

التماس سورۃ الفاتحہ

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید ابوذر شہرت بلگرامی ابن سید رضوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

سیدہ امّ حبیبہ بیگم

حاجی شیخ علیم الدین

شمشاد علی شیخ

مسیح الدین خان

فاطمہ خاتون

شمس الدین خان

یا صاحب الزمانؑ ادرکنی

خدمتگارانِ مکتبِ اہلبیت (ع)

سید حسن علی نقوی

حسّان ضیاء خان

سعد شمیم

حافظ محمد علی جعفری